ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن۔ ایم اے، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی، ایڈووکیٹ

مسلم ممالک میں اسلامی قانون سازی کی تحریکیں

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد تقریباً سوا سو سال تک مقدمات کے فیصلے قرآن پاک اور سنت نبوی کی راہ راست روشنی میں کئے جاتے تھے جن معاملات میں قرآن پاک یا سنت نبوی میں کوئی حکم موجود نہ ہوتا تو خلفاء راشدین کے فیصلوں اور صحابہ کرام کے آثار سے مدد لی جاتی تھی، اگر یہ ممکن نہ ہوتا تو اجتہاد کو روبہ عمل لایا جاتا تھا۔

لیکن ضابطہ بند (CODIFIED) مجموعہ قوانین نہ ہونے کے سبب انفرادی اجتہادات اور فتوؤں سے احکام میں اختلاف اور بے ضابطگی پیدا ہونے کا خدشہ لاحق ہونے لگا تھا اس کی جانب سب سے پہلے ابن المقفّع (متوفی ۱۴۴ ہجری) نے جو اپنے علم و فضل کے سبب عہد عباسی میں خاص شہرت رکھتا تھا خلیفہ وقت ابوجعفر منصور کو ایک مراسلہ بھیجا جس میں ایک مجموعہ قوانین کی تدوین کی ضرورت پر زور دیا جو ساری سلطنت میں نافذ کیا جا سکے لیکن بعض مصالح کی بناء پر ابن المقفع کی یہ تجویز عملی جامہ نہ پہن سکی۔

دوسری صدی ہجری کے ربع ثانی میں امام ابوحنیفہ اور ان کی جماعت نے تدوین فقہ کے جس عظیم الشان کام کی بنیاد ڈالی تھی اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ علم فقہ نے حیرت انگیز ترقی کی اور فقہ کی کتابیں لکھی جانے لگیں لیکن اس کا ایک اثر یہ ہوا کہ قاضی قرآن و سنت سے براہ راست احکام مستنبط کرنے کے بجائے کتب فقہ کی طرف رجوع کرنے لگے۔ فقہ کے احکام منتشر تھے، اس پر طرّہ یہ کہ مختصر متنوں (TEXTS) کی شرحیں اور شرحوں کی شرحیں، حاشیے اور ضمیمے اور خلافیات کا ایک ایسا طولانی سلسلہ قائم ہو گیا کہ ایک قاضی کے لئے یہ امر نہایت دقت طلب بن گیا کہ وہ کتب فقہ کے انبار میں اصل مسئلہ کی تلاش و جستجو کر کے صحیح حکم معلوم کرنے۔ ایک مسئلے میں ائمہ اور فقہا کے متعدد اقوال میں سے راجح قول معلوم کرنا اور بھی مشکل تھا، اور یہ امر کہ کون سا قول مفتیٰ بہ ہے۔ اور کس مسئلے میں اجماع ہے، معلوم کرنا ہر ایک قاضی کے بس کی بات نہ رہی۔ زیادہ تر انحصار فتاویٰ کی

کتب پر ہونے لگا۔

مسلم ہندوستان | گیارہویں صدی ہجری میں حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ نے اپنی تخت نشینی کے چار سال بعد ایک شاہی فرمان کے ذریعہ فقہ اسلامی کو یہ مدون کرنے کا حکم جاری کیا چنانچہ ملک کے اطراف واکناف سے علماء اور فضلاء کا انتخاب کر کے ایک بورڈ بنایا گیا جس کے صدر شیخ نظام الدین برہان پوری تھے۔ علماء کی اس اس جماعت نے آٹھ سال کی مدت میں کافی جستجو اور محنت و کاوش کے بعد موضوعات اور مباحث کے لحاظ سے حنفی مذہب کے مطابق عبادات، مناکحات، معاملات اور عقوبات سے متعلق متعدد جلدوں پر مشتمل فقہی مسائل کا ایک جامع مجموعہ تیار کر دیا۔ جو فتاویٰ ہندیہ اور فتاویٰ عالمگیریہ کے نام سے مشہور ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کا یہ اقدام تدوین فقہ اسلام کی پہلی باضابطہ کوشش تھی۔ گو اس سے قبل متعدد فتاویٰ مرتب ہو چکے تھے لیکن جس صحت کے ساتھ فتاویٰ عالمگیری مرتب ہوا، اور جو شہرت و مقبولیت اس مجموعہ کو حاصل ہوئی کسی اور مجموعہ فتاویٰ کو نصیب نہ ہو سکی۔ یقیناً اس میں ان بزرگوں کے حسن نیت اور اخلاص کو بھی بڑا دخل ہے۔

ترکی | فقہ اسلام کی ضابطہ بندی کا آغاز اٹھارویں صدی عیسوی میں ہوا جب کہ سلطان ترکی نے ایک حکم کے ذریعہ ۱۸۶۹ء میں دیوانی قانون مرتب کرنے کے لئے سعادت پاشا کی سرکردگی میں ایک کمیٹی تشکیل کی اس کمیٹی نے ۱۸۷۶ء میں ترکی کے لئے مجلہ "الاحکام العدلیہ" کے نام سے اسلامی دیوانی قانون مرتب کیا جو عام طور پر "مجلہ" کے نام سے مشہور ہے۔ اس مجلہ کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں فقہ کی تعریف اس کی اقسام اور فقہی قواعد کا ذکر ہے۔ ان قواعد کی تعداد ایک سو ہے۔ مقدمے کے بعد حسب ذیل سولہ باب ہیں:

۱۔ بیع	SALE	۲۔ اجارہ	HIRE	۳۔ کفالت	SECURITY
۴۔ تحویل	BAILMENT	۵۔ رہن	MORTGAGE	۶۔ امانت	TRUSTS
۷۔ ہبہ	GIFT	۸۔ غصب	USURPATION	۹۔ شفعہ	PRE-EMPTION
۱۰۔ شراکت	PARTNERSHIP	۱۱۔ کارندگی	AGENCY	۱۲۔ تصفیہ و ابراء	COMPOSITION AND INDEMNITY
۱۳۔ اقرار	ACKNOWLEDGEMENT	۱۴۔ دعویٰ	CLAIM	۱۵۔ شہادت و تحلیف	EVIDENCE AND OATHS
۱۶۔ قضاء	JUDGEMENT				

۱۸۵۱ دفعات پر مشتمل یہ قوانین جدید طرز پر دفعہ وار ترتیب دئے گئے اور ان کو بحیثیت قانون ملک میں نافذ کر دیا گیا لیکن افسوس، کمال اتاترک کے لائے ہوئے انقلاب کے بعد ۱۹۲۶ء میں ترکی حکومت نے سوئٹزرلینڈ کے قوانین اپنانے کا فیصلہ کیا اور اس طرح سوئس قوانین نے "مجلہ" کی جگہ لے لی، البتہ "مجلہ" آجکل ترمیم شدہ صورت میں جزوی طور پر فلسطین، عراق، سوریہ اور مشرق اردن میں بحیثیت دستور العمل نافذ ہے۔

ان دیوانی قانون کے علاوہ حکومت ترکی نے ۱۹۱۷ء میں قانون نکاح و طلاق مدوّن کیا جو "حقوق العائلہ" کے نام سے مشہور ہے۔ اگرچہ یہ قانون حنفی مذہب کے مطابق تھا لیکن نکاح بالجبر، طلاق بالجبر اور طلاق بحالت نشہ کے مسائل میں مالکی مذہب کا اتباع کیا گیا۔

مصر | وسیع پیمانے پر اسلامی قانون سازی کی جدید تحریکوں میں مصر کو اوّلیت کا شرف حاصل ہے۔ مصر میں شخصی قانون کی تقنین کا کام سب سے پہلے ۱۹۱۵ء میں شروع ہوا جس کی تدوین کے لئے مذاہب اربعہ کے علماء پر مشتمل ایک بورڈ بنایا گیا۔ اس بورڈ نے چند سال کی محنت سے ایک مسوّدہ قانون مرتب کیا لیکن جب وہ مسودۂ قانون شائع کیا گیا تو ہر طرف سے اعتراضات کئے گئے اور حکومت نے اسے بحیثیت قانون نافذ کرنے کا خیال ترک کر دیا۔

۱۹۲۰ء میں حکومت مصر نے پھر ایک کمیشن مقرر کیا جس میں شیخ الازہر، رئیس محکمہ العالیہ شرعیہ اور مفتی مصر وغیرہ شامل تھے۔ اس کمیشن نے اسی سال عائلی قانون سے متعلق چند امور کے بارے میں بطور اصلاح اپنی سفارشات پیش کر دیں، جن کو بحیثیت قانون نافذ کر دیا گیا۔ اس قانون سے قبل مصر میں ضابطہ تنظیم عدالت ہائے شرعیہ مجریہ ۱۹۱۰ء کی دفعہ ۲۸۰ کے تحت شخصی (PERSONAL) معاملات میں امام ابوحنیفہ کے مفتیٰ بہ "قول پر عمل درآمد ہوتا تھا، لیکن ۱۹۲۰ء کے اس قانون کے ذریعہ اس دفعہ میں ترمیم کر دی گئی اور نان نفقہ عدت اور مفقود الخبری کے مسائل میں امام مالک و امام شافعی کے مذاہب کے مطابق عمل درآمد کیا جانے لگا۔

اس قانون کے تحت بعض اہم تبدیلیاں حسب ذیل ہیں :-

۱۔ حنفی فقہ کی رو سے عورت شوہر سے زمانہ گزشتہ کے نفقہ کا مطالبہ نہ کر سکتی تھی الا یہ کہ وہ مطالبہ عدالت کی کسی ڈگری کی بنا پر ہو یا باہم ایسی کوئی قرارداد موجود ہو۔ قانون ہذا کے ذریعہ شافعی فقہ کی پیروی میں زوجہ کے نفقہ کو ایک قرض قرار دیا گیا، اور جس وقت سے شوہر انکاری ہو قابل ادا قرار دیا تھا۔

۲۔ اسی طرح اگر مرد عورت کو نفقہ دینے سے عاجز ہو تو عورت کو بذریعہ عدالت تفریق کا اختیار دیا گیا۔ نیز شوہر کے ایسے مستقل مرض کے سبب جس سے چھٹکارہ ممکن نہ ہو یا جس کے اچھے ہونے میں ایک طویل عرصہ درکار ہو مالکی مذہب کے اتباع میں عورت کو طلب طلاق کا اختیار دیا گیا۔

۳۔ اسی طرح چار سال تک شوہر کے مفقود الخبر رہنے کی صورت میں عورت کو بذریعہ عدالت طلب طلاق کا حق دیا گیا۔

اس کے بعد ۱۹۲۹ء میں حکومت مصر نے ایک اور قانون منظور کیا جس میں طلاق بحالت نشہ اور طلاق جبریہ کو باطل اور طلاق بالکنایہ کو غیر نافذ قرار دیا گیا، الا یہ کہ طلاق دینے کی نیت ہو۔ سوائے طلاق

قبل دخول، طلاق علی المال یعنی خلع اور تین طلاق کے جن کی تکمیل تین طہروں میں کی گئی ہو ہر طلاق کو طلاق رجعی قرار دیا گیا۔ نیز شوہر کے ایک سال سے زائد مفقود الخبر ہونے یا تین سال سے زائد قید کی صورت میں زوجہ کو طلب طلاق کا حق دیا گیا۔ نسب اولاد، نفقہ، عدت، مہر، حضانت (CUSTODY OF CHILDRIN) وغیرہ کے بارے میں بھی احکام جاری کئے گئے۔

۱۹۴۳ء میں قانون میراث اور ۱۹۴۶ء میں قوانین وقف اور وصیت نافذ کئے گئے جس کے بعض احکام حنفی مذہب سے مختلف ہیں اور آج صورت یہ ہے کہ مصر میں عائلی قانون "احکام الشرعیہ فی الاحوال الشخصیہ" کے نام سے دفعہ وار مدون شکل میں موجود ہیں جسکی متعدد شرحیں لکھی جاچکی ہیں۔ ان میں اسکندریہ یونیورسٹی کے پروفیسر عمر عبداللہ کی شرح جو "دار المعارف" مصر سے شائع ہوئی ہے، شامل ہے۔

مزید برآں دیوانی قوانین کی تدوین کے لئے بھی ۱۹۳۶ء اور ۱۹۳۸ء میں کمیٹیوں کی تشکیل کی گئی، آخری کمیٹی ڈاکٹر عبدالرزاق سنہوری کی زیر قیادت تھی اس کمیٹی نے دو سال میں اپنا کام مکمل کر کے حکومت کو رپورٹ پیش کر دی۔ چنانچہ اس وقت مصر میں جو دیوانی قوانین نافذ ہیں ان میں شریعت اسلامیہ سے لئے گئے ہیں۔ البتہ فوجداری قوانین "حدود" جاری نہیں کی گئیں۔ اس موضوع پر عبدالقادر عودہ کی کتاب "التشریع الجنائی" مصری فوجداری قانون پر ایک اچھی تنقیدی کتاب ہے۔

شام | ملک شام میں "قانون العدلی" ۱۸ مارچ ۱۹۳۹ء سے نافذ العمل ہے۔ البتہ عائلی قانون میں ۱۳۳۶ھ میں بربنائے ضرورت مذاہب اربعہ سے احکام اخذ کئے گئے اور بغرض اصلاح انہیں قانون کی شکل دی گئی۔ ان احکام میں تنگئ نفقہ اور شوہر کے مرض کہنہ مثلاً جنون، جذام اور سل وغیرہ کے لاحق ہوجانے پر عدالتوں کو فسخ نکاح کا اختیار دیا گیا۔ نیز شوہر کے عام حالات میں چار سال تک اور زمانہ جنگ میں ایک سال تک مفقود الخبر رہنے کی صورت میں بھی فسخ نکاح کا اختیار دیا گیا۔

اس کے بعد شام کی وزارت عدل نے ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو پروفیسر طنطاوی کو مسلمانوں کے شخصی قانون کی تدوین (CODIFICATION) کے کام پر مامور کیا۔ پروفیسر موصوف نے ۱۹۴۸ء میں ایک مسودہ قانون حکومت کو پیش کر دیا جسے حکومت نے ۲۳ جولائی ۱۹۴۹ء کو ۵ افراد پر مشتمل ایک کمیشن کے سپرد کر دیا جس کے ایک رکن پروفیسر موصوف بھی تھے۔ اس کمیشن نے پروفیسر مذکور کے تدوین کردہ قانون پر نظر ثانی کی اس کے بعد ۲۶ دسمبر ۱۹۵۱ء کو ایک دوسرے کمیشن کا تقرر عمل میں آیا جس کو یہ کام تفویض کیا گیا کہ متذکرہ قانون پر توضیحی نوٹ لکھے۔ اس کمیشن نے اپنا کام مکمل کر کے وزارت عدل کو پیش کر دیا۔ اس کو قانونی شکل دینے سے قبل شائع کر دیا۔ چونکہ اس میں بعض امور میں حنفی مذہب کے خلاف قانون سازی کی گئی تھی اس لئے اسکی

مخالفت کی گئی۔ بالآخر بعض دفعات پر نظر ثانی کے بعد ۱۷ ستمبر ۱۹۵۲ء کو "قانون الاحوال الشخصیہ" کے نام سے شخصی قانون نافذ کر دیا گیا، اس قانون کی متعدد شرحیں لکھی گئیں جن میں دمشق یونیورسٹی کے پروفیسر مصطفیٰ السباعی (مرحوم) کی شرح کافی مشہور ہے۔ یہ شرح سوریہ یونیورسٹی نے شائع کی ہے۔

اس قانون کے ذریعہ اہلیت نکاح کی عمر کا تعین کر دیا گیا۔ جو لڑکی کے لئے ۱۷ سال اور لڑکے کے لئے ۱۸ سال ہے۔ لیکن اگر لڑکی ۱۳ سال کی ہو اور لڑکا ۱۵ سال کا ہو اور دونوں نکاح کرنا چاہیں اور ان کے ولی معترض نہ ہوں تو قاضی انہیں نکاح کرنے کی اجازت دے سکتا ہے، بشرطیکہ وہ جسمانی طور پر اس کے متحمل ہو سکتے ہوں۔ نکاح کے لئے قاضی سے اجازت لینا ضروری قرار دیا گیا۔ اجازت کی درخواست کے ساتھ صداقت نامہ طبی (عمر اور صحت کے بارے میں) دینا لازمی قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح نکاح ثانی کے لئے بھی اجازت ضروری قرار دی گئی البتہ اجازت مرد کی مالی استطاعت پر موقوف کر دی گئی ہے۔

طلاق بحالت نشہ، طلاق بالکنایہ، طلاق رجعی وغیرہ کے احکام میں مصری قانون کے مانند تدوین کی گئی چنانچہ امام مالک اور امام شافعی کے مذہب کے مطابق ایک وقت میں تین یا اس سے زیادہ مرتبہ طلاق دینے کی صورت میں ایک ہی تسلیم کی گئی، جیسا کہ رسول اللہ کے زمانے میں عمل تھا چنانچہ طلاق بالمال یعنی خلع اور طلاق متمم للثلاث کے علاوہ باقی تمام طلاقوں کو طلاق رجعی کے حکم میں داخل کیا گیا۔ اسی طرح مرد کی عدم قدرت نفقہ کی صورت میں امام شافعی و امام احمد بن حنبل کے مذاہب کے مطابق عورت کو طلب تفریق کا حق دیا گیا۔

نسب اولاد کے ضمن میں احناف کے اس نقطہ نظر سے اختلاف کرتے ہوئے کہ حمل کی مدت دو سال تک ہو سکتی ہے۔ مالکیہ مذہب کے اتباع میں مدت حمل کو ایک سال شمسی بطور آخری مدت کے مقرر کیا گیا۔

وصیت کے احکام میں بھی کئی تبدیلیاں کی گئیں۔ چنانچہ مالکی مذہب کے مطابق شخص معدوم کے لئے وصیت کو جائز قرار دیا گیا۔

وصیت کے باب میں اہم تر امر یہ ہے کہ امام ابن حزم اندلسی کے قول سے استنباط کرتے ہوئے اولاد محروم کے لئے یعنی ایسی اولاد جس کا باپ اس کے دادا کی حیات میں فوت ہو جائے وصیت کرنا واجب قرار دیا گیا، جس کی مقدار اتنی ہونی چاہئے جتنی کہ اس کے باپ کو ملتی ہے اگر وہ دادا کی موت کے وقت بقید حیات ہوتا۔

وراثت کے سلسلے میں بھی شافعی قانون میں متعدد تبدیلیاں کی گئیں۔ حضرت زید و ابن مسعود کے طریق کے مطابق بھائی دادا کے ساتھ متوفی کے ورثے میں حقدار قرار دیا گیا۔ اسی طرح وراثت حمل صرف اس

صورت میں معتبر قرار دی گئی جب کہ مدتِ حمل ایک سال ہو۔

تونس | تونس میں شخصی قانون سازی کی ابتدا ۱۳ اگست ۱۹۵۶ء کو ایک فرمان کے ذریعہ ہوئی جس کا نفاذ یکم جنوری ۱۹۵۷ء سے ہوا۔ تونس کے عائلی قانون کے تحت مرد اور عورت کی عمر نکاح کا تعین کر دیا گیا ہے۔ جو بالترتیب ۱۸ اور ۱۵ سال ہے۔ البتہ قاضی کو اس امر کا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس عمر سے پہلے بھی شادی کی اجازت دے سکتا ہے۔ بشرطیکہ طرفین یا ان میں سے کوئی ایک (جیسی بھی صورت ہو) اپنے جسمانی بلوغ کا ثبوت پیش کریں۔ تعدد ازدواج کو قطعاً ممنوع قرار دے دیا گیا۔ بصورتِ خلاف ورزی ایک سال قید یا ۲ لاکھ چالیس ہزار فرانک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ تونس کے قانون کی رو سے شوہر کو حق طلاق استعمال کرنے کے لئے عدالت سے رجوع کرنا ضروری قرار دیا گیا۔ چنانچہ عدالت کے علاوہ کوئی طلاق جائز نہیں ہو سکتی۔ شوہر کے مفقود الخبر ہونے کی صورت میں بہ زمانہ جنگ دو سال بعد عورت کو طلاق کا حق دیا گیا ہے۔ لیکن عام حالات میں مدت کا انحصار قاضی کی رائے پر منحصر ہے۔

تونس کے عائلی قانون میں مالکی اور حنفی فقہ کا امتزاج پایا جاتا ہے۔

لبنان | لبنان میں بھی دولتِ عثمانیہ کا مرتب کردہ "مجلہ الاحکام العدلیہ" نافذ تھا، لیکن فرانس کے زیر اثر ہونے کی بناء پر آہستہ آہستہ اس کی جگہ دوسرے قوانین نے لے لی اور بالآخر ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۴ء سے ایک نئے دیوانی قانون پر عمل درآمد شروع ہوا جس کا مسودہ پروفیسر لوئی آلس نے تیار کیا تھا۔ اس قانون کے ذریعے مجلہ کے تمام احکام اور وہ احکام شرعیہ جو اس قانون کے خلاف یا ناموافق تھے منسوخ کر دئے گئے جس کے نتیجے میں بجز چند دفعات کے "مجلہ" کے تمام احکام منسوخ ہو گئے، لیکن مسلمانوں کے احتجاج پر حکومت لبنان نے بذریعہ آرڈی نینس مورخہ ۴ نومبر ۱۹۴۲ء سنی اور شیعہ مذہبی عدالتوں کی تنظیم کی۔ جن کو شخصی معاملات نکاح طلاق، مہر وغیرہ کی سماعت کا اختیار دیا گیا۔ نیز شخصی معاملات میں اپیلیں سننے کا حق عدالت عالیہ سے لے کر شرعی عدالت اپیل (مرافعہ) کو دے دیا گیا۔ جو نئی قائم کی گئی تھی۔

لبنان کا شرعی قانون حنفی اور جعفری فقہ پر مبنی ہے۔

عراق | عراق کی وزارتِ انصاف نے ۱۹۴۵ء میں "لائحۃ الاحوال الشخصیہ" کے نام سے ایک قانون منظور کیا لیکن اس میں شخصی قانون سے متعلق تمام احکام جمع نہیں ہیں، ان احکام کا بڑا حصہ شیعہ مذہب پر مبنی ہے اور سنیوں کے لئے جو قانون وضع کیا گیا ہے وہ بڑی حد تک قدری پاشا کے وضع کردہ قانون کا خلاصہ ہے جس کی بنیاد امام ابوحنیفہ کے مذہب پر رکھی گئی ہے، البتہ عائلی قانون کے متذکرہ مسائل میں جدید ترمیمات کو سمو دیا گیا ہے۔

ایران انقلاب مشروطیت کے بعد مظفر الدین شاہ قاچار نے ایران میں آئینی حکومت کا اعلان کیا اور ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء عیسوی میں ایک فرمان کے ذریعہ آئینی حکومت قائم ہوگئی۔ ایران کی مجلس شوریٰ نے ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء کو اپنا قانون اساسی منظور کیا۔ مجلس ملی ایران نے رضا شاہ پہلوی کے برسر اقتدار آنے کے بعد ملک کے لئے زمانے کے تقاضوں کے پیشِ نظر قانون سازی کا آغاز کیا۔ اور قضائی، دیوانی، فوجداری جزائی اور فرہنگی و اقتصادی قوانین وضع کئے۔ ایران کے عائلی قوانین پر ایک سیر حاصل کتاب ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد نے فیملی لاء آف ایران کے نام سے شائع کی ہے جسے ڈاکٹر علی رضا نقوی نے بڑی محنت اور سلیقہ سے مرتب کیا ہے۔

سنگاپور سنگاپور گو اسلامی ملک نہیں ہے۔ لیکن وہاں بھی اس جانب قدم بڑھایا گیا۔ چنانچہ سنگاپور میں ۳۰ اگست ۱۹۵۷ء کو مسلم آرڈی نینس نافذ کیا گیا جس کے تحت شرعی عدالتیں قائم کی گئیں جنہیں طلاق رجسٹر کرنے کا اختیار دیا گیا۔ مسلمانوں کے نکاح و طلاق کے قواعد (MUSLIM MARRIAGE & DIVORCE RULES) مجریہ ۱۹۵۹ء کے تحت یہ صراحت کر دی گئی کہ رضامندی کی صورت میں ہر دو فریق مقررہ فارم پر طلاق کی حلفیہ درخواست پیش کریں گے اور طلاق کے رجسٹر پر دستخط کریں گے۔ اگر طلاق کے سلسلے میں نزاع ہو، یعنی عورت تفریق کی طالب ہو تو اس کے تصفیہ کا اختیار شرعی عدالتوں کو دیا گیا۔ شرعی عدالتوں میں وکلاء کو پیروی کا اختیار دیا گیا ہے، ان کے فیصلوں کی اپیلوں کی سماعت کے لئے ایک اپیل بورڈ قائم کیا گیا جس کے ارکان کا مسلمان ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے (افسوس ہے کہ پاکستان جو ایک اسلامی جمہوریہ ہر مرد جس کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔ اس کے قانون میں اس قسم کی کوئی تصریح نہیں ہے۔ کہ کم از کم مسلمانوں کے شخصی معاملات کا تصفیہ صرف ایسی عدالتیں کریں گی۔ جس کے ارکان مسلمان ہوں گے۔)

برصغیر ہند و پاکستان انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ کر لینے کے بعد جب عدالتی نظام بحال کیا تو انہوں نے بذریعہ قانون یہ اعلان کر دیا کہ وہاں کے باشندوں کو اپنے شخصی معاملات یعنی شادی، وراثت، وصیت وغیرہ میں اپنے اپنے مذہبی قانون کے مطابق عمل کرنے میں پوری آزادی حاصل ہوگی۔ چنانچہ عدالتوں کے ذریعہ بڑی حد تک شخصی معاملات میں اسلامی قانون رائج اور نافذ رہا البتہ زمانہ کی بدلتی ہوئی ضرورتوں کے پیش نظر ۱۹۱۹ء میں قانون امتناع ازدواج اطفال —— (CHILD MARRIAGE RESTRAINT ACT) کے ذریعہ نابالغوں کی شادیوں پر پابندی عائد کر دی گئی۔ نیز ۱۹۳۹ء میں قانون انفساخ ازدواج مسلمانان منظور کیا گیا۔ جس کے تحت مسلمان عورتوں کے اس حق کو تسلیم کرتے ہوئے کہ شرع کے مطابق کسی بھی سبب کی بناء پر انہیں طلب تفریق کا حق حاصل ہوگا۔ چند وجوہ و اسباب کو مدوّن کر دیا گیا جو بلا لحاظ اس امر کے کہ وہ عورت یا مرد

کس فرقے یا مسلک سے تعلق رکھتا ہے۔ تمام مسلمانوں پر نافذ العمل قرار دیا گیا۔ اس قانون کے تحت اہم ترین امر امام مالک کے مذہب کی مطابقت میں عورت کا فسخ نکاح کا وہ حق تھا جو اس کے شوہر کے چار سال تک مفقود الخبر رہنے کی صورت میں اس کو دیا گیا تھا۔

قیامِ پاکستان کے بعد ۴ر اگست ۱۹۵۵ء کو حکومت پاکستان نے سات افراد پر مشتمل عائلی قوانین کے سلسلے میں ایک کمیشن مقرر کیا جس کے صدر ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین تھے۔ ڈاکٹر مذکور کی ناگہانی وفات کے بعد پاکستان کے چیف جسٹس عبدالرشید صاحب، ۲ر اکتوبر ۱۹۵۵ء کو اس کمیشن کے صدر نامزد کئے گئے اس کمیشن نے اپنی رپورٹ جون ۱۹۵۶ء میں حکومت کو پیش کر دی جو ۳۰ جون ۱۹۵۶ء کے گزٹ میں شائع کی گئی۔ علماء کی سخت تنقید کے پیش نظر اس رپورٹ کو ایک عرصے تک قانون کی شکل نہ دی جاسکی۔ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۵۸ء کو ایک خاموش فوجی انقلاب کے ذریعہ دستوری حکومت ختم ہو گئی اور ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ ۱۵ر جولائی ۱۹۶۱ء کو انجمن خواتین پاکستان کے اصرار پر صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے اس کمیشن کی سفارشات کی روشنی میں ملک میں عائلی قوانین آرڈیننس نافذ کر دیا۔ اس آرڈیننس میں نکاح کا رجسٹریشن لازمی قرار دیا گیا۔ دوسری شادی پر حکومت کے مقرر کردہ ادارے کی اجازت اور پہلی بیوی کی رضامندی لازمی قرار دی۔ طلاق کو بھی طلاق رجعی کے حکم میں داخل کر دیا گیا، اور اس کے نفاذ کے لئے یونین کونسل کے چیئرمین کو طلاق کی اطلاع دینے کے بعد سے تین ماہ کی مدت مقرر کر دی گئی۔ پاکستانی عائلی قوانین کے تنقیدی مطالعہ کے لئے ملاحظہ ہو، مجموعہ قوانین اسلام جلد اوّل و دوم مؤلفہ راقم الحروف، شائع کردہ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد۔

وراثت کے باب میں یتیم پوتے کی وراثت کے حق کو جو پہلے محروم الارث قرار پاتا تھا۔ دادا کے ترکے میں اپنے باپ کے حصّے کے بقدر وارث قرار دیا گیا۔ نیز نواسے اور نواسیوں کو بھی حقدار قرار دیا گیا جو شریعت کے قانون وراثت میں بالکل ایک نئی چیز ہے۔ مہر کے باب میں بھی یہ تصریح کر دی گئی کہ اگر نکاح نامے یا معاہدے شادی میں حق مہر کی ادائیگی کے طریقہ کار کے متعلق کوئی تفصیل موجود نہ ہو تو کل مہر معجل قرار پائے گا۔

راقم الحروف نے ۱۹۶۲ء میں ایک مجموعۂ قوانینِ اسلام کی تالیف و تدوین کے کام کا آغاز کیا۔ یہ منصوبہ دس جلدوں کا ہے، جس میں عائلی، دیوانی اور فوجداری قوانین شامل ہیں۔ الحمدللہ اسکی تین جلدیں شائع ہو گئی ہیں جو قوانین ازدواج، نفقہ، مہر، نسب، اولاد اور وقف وغیرہ پر مشتمل ہیں، چوتھی جلد جو قانون وصیت سے متعلق ہے، عنقریب شائع ہونے والی ہے۔ (انشاءاللہ) اس مجموعہ میں برصغیر ہند و پاک میں پہلی بار قوانین اسلام کو ضابطہ بند (CODIFY) کیا گیا ہے۔

جدید اسلامی قانون سازی کا ایک اصول | اسلامی قانون سازی کی ان تحریکوں کا اگر دقتِ نظر سے جائزہ

باقی ص ۲۹ پر